ISSN:3007-3324 (P) Tashkeel-e-Jadeed Volume:2, Issue:1 July to December, 2024
ISSN-3007-3316 (E) Email: tashkeele.jadeed@aiou.edu.pk

☆طالب حسین ہاشمی

خطوطِ اقبال متنی تنقید کے تناظر میں: تحقیدی مطالعہ

Iqbal's Letters in the Context of Textual Criticism: A Research Review

Abstract

The literal meaning of the text is the original words of the author, the original text of the book, the text of the reservoir on the page of the book, the middle part of the book, cloth or road, the middle, the back, the back, the middle part of two pillars. The term meaning of the text is something like A text or document written in a language with which the reader or writer is familiar, understands, and wishes to organize or edit. The term textual criticism is also used in a limited sense in editing text. In this case, it refers to the description of the external and internal features of the text. And the decoration means its decoration, its intersection, ruler, number of pages, blanks and pages, characteristics and condition of the paper, script, calligraphy, pen, lighting characteristics, seals and their Statement of numbers and description, signature, beginning, ending, and counting. Several collections of Allama Iqbal's poetry and prose works and schools have been published, but none of these collections can be said to be the final word in the chapter of his writings, because even now, sometimes and somewhere, some of his unpublished works are published.

Key Words. Iqbal's Letters, Context, Textual Criticism, Collections, Edit

متن کے لغوی معنی مصنف کے اصل الفاظ، کتاب کی اصل عبارت، کتاب کے صفحہ پر حوض کی عبارت، کپڑے یا سڑک کا بیچ کا حصّہ، درمیان، کمر، پشت اور دو ستونوں کا درمیانی حصّہ۔ متن کے اصطلاحی معنی کسی ایسی زبان میں لکھی گئی تحریر یا دستاویز جس سے محض یا مدون واقف ہے، جسے وہ سمجھتا ہے اور جسے وہ ترتیب دینا

☆پی ایچ ڈی اقبالیات اسکالر، ہیڈ ماسٹر تحصیل سوہاوہ talib.hashmi@gmail.com

یا اس کی تدوین کرنا چاہتا ہے۔ ”متن جسے انگریزی میں Text کہتے ہیں،لغوی اعتبار سے کسی ایسی زبان میں لکھی ہوئی تحریر، دستاویز،نقوش حریر کو متن کہتے ہیں جن کا پڑھنا اور سمجھنا ممکن ہو۔متن صرف کام کی باتیں کرنا،اِدھر اُدھر کی باتیں نہ کرنا۔"(۱)

تحقیق میں سب سے زیادہ اہمیت متن کی ہوتی ہے۔ماضی کے اَفکار جو ہمارے سامنے آتے ہیں تحریری شکل میں ہوتے ہیں اور یہ تحریر صدیوں پرانی ہوتی ہے جو عہد بہ عہد کے کاتبوں کے وسیلے سے ہم تک پہنچتی ہے۔

> ”متن کو اس کوشش کے ساتھ نئے سرے سے ترتیب دینا کہ یہ ہر لحاظ سے وہی متن ہے جو اس کے مصنف نے پیش کیا تھا تدوین متن کہلائے گا۔اس کے کچھ مسائل،کچھ اصول اور مدارج ہوتے ہیں،ان کی تکمیل کے جو علم اس کو جانچ اور پرکھ کر آخری شکل اور تکمیل کی سند عطا کرتا ہے وہی متنی تنقید ہے۔گویا تدوین،متنی تنقید کا ایک حصّہ ہے۔"(۲)

”متنی تنقید“ کی اصطلاح ڈاکٹر خلیق انجم نے ”تدوین متن“ کے لیے استعمال کی ہے۔متنی تنقید ان کی اس کتاب کا

نام ہے جو انھوں نے اس موضوع پر لکھی اور پہلی دفعہ 1967ء شائع ہوئی۔یہ اس موضوع پر اردو میں پہلی کتاب تھی:"انھوں نے تدوین متن کے اصولوں کو متعین کرنے کے لیے انگریزی،ذرائع اور کتابوں پر بھروسا کیا تھا اور چوں کہ انگریزی میں اس علم وفن کے لیے Textual Criticism کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے انھوں نے اس کو اُردو میں بھی استعمال کیا۔"(۳)بیسویں صدی کے نصف اوّل تک اس فن پر انگریزی اور بعض دوسری مغربی زبانوں میں خاصی تعداد میں مضامین اور کتابیں لکھی جا چکی تھیں:"فارسی زبان میں غالباً سر سید پہلے متنی نقاد ہیں، جنھوں نے سائنٹیفک انداز میں ” آئین اکبری “،” تاریخ فیروز شاہی “اور ”توزک جہانگیری“ جیسی اہم فارسی تاریخوں کے تنقیدی اڈیشن تیار کیے۔"(۴)

تدوین متن میں متنی تنقید کی اصطلاح کو محدود معنوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔اس صورت میں اس سے مراد متن کی ظاہری اور داخلی خصوصیات کا بیان ہے۔ظاہری خصوصیات سے مراد نسخے کی ظاہری ہیت اور شکل وصورت کا بیان، آرائش اور تزئین یعنی اس کی جو سجاوٹ کی گئی ہو،اس کی تقطیع ،مسطر ،اوراق کی تعداد ،خالی اوراق اور صفحوں کا بیان ،کاغذ کی خصوصیات اور حالت ،رسم الخط،کتابت، قلم

،روشنائی کی خصوصیات ، مہریں اور ان کی تعداد اور ان کی تفصیل ،دستخط ،آغاز ،خاتمہ اور ترقیمہ کا بیان وغیرہ۔

"کچھ لوگ کل الفاظ واشعار کی تعداد اور ورق بندی اور ترک کی تفصیلات بھی اس میں شامل کرتے ہیں۔اسی میں مخطوطے کی دریافت ،ملکیت ،محل وقوع یعنی لائبریری،مالک کانام پتہ شہر،کیٹلاگ نمبر،مطبوعہ نسخہ کی صورت میں ناشر،طابع ،مقام اشاعت ،سنہ اشاعت وغیرہ۔غرض وہ تمام تفصیل جو متن کے ظاہری کوائف میں شامل ہے،تنقید متن سمجھی جاتی ہے۔"(۵)

- ڈاکٹر گیان چند جین نے اپنی کتاب "تحقیق کافن"میں متنی تنقید سے مراد تدوین لیا ہے۔
- رشید حسن خان نے اپنی کتاب "تدوین۔تحقیق روایت"میں متنی تنقید سے مراد تدوین لیا ہے۔
- ڈاکٹر تنویر احمد علوی نے اپنی کتاب "اصول تحقیق وترتیبِ متن"میں متنی تنقید سے مراد ترتیب متن لیا ہے
- ڈاکٹر خلیق انجم نے "متنی تنقید" سے مراد متنی تنقید لیا ہے۔

علامہ اقبال کے شعری ونثری کارناموں اور مکاتیب کے متعدد مجموعے شائع ہو چکے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی مجموعہ ان کی اس طرح کی تحریروں کے باب میں حرفِ آخر نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ اب بھی کبھی کبھار اور کہیں نہ کہیں ان کا کوئی غیر مطبوعہ یا غیر مدون مکتوب اور دوسری تحریریں منصۂ شہود پر آتے رہتے ہیں۔

خطوطِ اقبال متنی تنقید کے تناظر میں، متنی تحقیق کے اصولوں پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔چند اہم اصول مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱)۔جہاں تک ممکن ہو اصل خطوط یا ان کے عکس حاصل لیے جائیں اور متن کی تصحیح میں ان کو پیش نظر رکھا جائے۔

(۲)۔اقبال اکثر خطوط قلم برداشتہ لکھتے تھے۔قلم برداشتہ لکھتے وقت کوئی حرف یا لفظ چھوٹ جانا قدرتی بات ہے۔

(۳)۔کاغذ اور تحریر میں استعمال ہونے والے روشنائی سے بھی خطوط کو پرکھنا۔

(۴)۔مکاتیب میں مذکور شخصیتوں اور خاص واقعات کے بارے میں مختصر حواشی و تعلیقات دیئے جائیں ، مختصر حواشی متن میں پائیں شذرے کے طور پر دیئے جا سکتے ہیں اور تعلیقات متن کے آخر میں ہوں تو بہتر ہے۔ سید سلیمان ندوی نے اپنے نام خطوط میں مختصر حواشی بھی دیئے ہیں،ان حواشی کو بدستور رکھتے ہوئے ان کے ساتھ قوسین میں (س) لکھ دیا جائے۔حواشی و تعلیقات وغیرہ کے بارے میں سب مجموعوں میں یکساں طریق کا اختیار کیا جائے۔غیر ضروری طوالت سے حتی الامکان گریز کیا جائے۔

(۵)۔مکاتیب کی تاریخ درج کی جائے اور تحقیق و تنقید کی روشنی میں پوری کوشش کے ساتھ دُرستی کی جائے،کیوں کہ ،انہی کی بنا پر حیاتِ اقبال اور فکرِ اقبال کے بہت سے گوشوں کا صحیح تعین ممکن ہے۔مکاتیبِ اقبال کے مجموعوں میں کئی خطوط کی تاریخوں میں التباس موجود ہے۔(۶)

(۶)۔اندرونی شواہد کو دیکھنا۔علامہ اقبال کی املا کا اُسلوب کیا ہے۔کیا اقبال کا اُسلوب خط سے ملتا بھی ہے یا نہیں۔اس عہد کی زبان،متروک الفاظ،ان کے تلفظ نیز رسم الخط اور املا کی واقفیت ہونا بہت ضروری ہے۔

(۷)۔رسم الخط اور املا کا جو طرز رائج تھا اس سے کما حقہ شناسائی ہونا بہت ضروری ہے کیوں کہ علامہ اقبال کا رسم الخط خطِ شکستہ ہے۔کیا علامہ اقبال کی املا ہے یا نہیں مثلاً گئے،گے ،جائے، جاے کس انداز سے تحریر کیا گیا ہے۔

(۸)۔ہر آدمی کا اپنا اُسلوب ہوتا ہے۔خطوط میں جو چیز کہی جا رہی ہے کیا اُس دور سے ہم آہنگی ہے بھی یا نہیں۔

(۹)۔انگریزی خطوط کو دیکھنا کیا ان کا ترجمہ ٹھیک کیا گیا ہے۔کیا ترجمہ میں تبدیلی تو نہیں کر دی گئی۔

(۱۰)۔تحقیق میں کسی شخص کے مزاج کے بعد اس میں جن صلاحیتوں کا تقاضا کیا جاتا ہے ان میں سب سے پہلی خوبی طرزِ املا سے شناسائی ہے۔جب تک طرزِ املا سے واقفیت نہ ہو۔یہ مسئلہ خاطر خواہ طور پر حل نہیں ہو سکتا۔

(۱۱)۔اقبال کے خطوط مرتب کرتے ہوئے اس بات کو بھی دیکھا جائے گا کہ کسی مخطوطے پر اس کا سنہ تصنیف درج نہ کیا گیا ہے۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سلسلے میں کسی بیرونی ذریعے سے بھی معلوم نہ ہو سکے۔اس مقام پر محقق پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ داخلی شہادت کی بنا پر اس کے عہد کا تعین کرے۔

مکاتیب اقبال پر ایک تنقیدی نظر مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علامہ اقبال کے خطوط تین لحاظ سے خاص مقام رکھتے ہیں۔

(۱)ان کے شعری افکار کی توضیح و تشریح۔

(۲)ان کے خیالات کے تدریجی ارتقا اور پس منظر کی وضاحت۔

(۳)ان کے سوانحی حالات، کردار و شخصیت کو سمجھنا۔

علامہ اقبال کی حیات میں ان کے خطوط کا کوئی مجموعہ شائع نہیں ہوا تھا۔(۷)

خطوط اقبال کے جو مجموعے اس وقت تک شائع ہو چکے ہیں ان میں بعض تو کسی ایک ہی شخصیت کے نام خطوط پر مشتمل ہیں اور بعض مجموعوں میں مختلف شخصیتوں کے نام خطوط کو یکجا کیا گیا ہے۔

ا۔ شاد اقبال مرتبہ ڈاکٹر محی الدین قادری زور، طباعت اوّل ۱۹۴۲ء اعظم اسٹیم، پریس حیدر آباد۔ اس میں مہاراجا کرشن پرشاد شادؔ (صدر اعظم ریاست حیدر آباد) کے نام علامہ کے انچاس (۴۹) اور مہاراجا کے باون (۵۲) خطوط ہیں۔ (تعداد صفحات ۲۱۶)۔

۲۔ اقبال کے خطوط جناح کے نام مرتبہ و مترجم حمید اللہ ہاشمی ۱۹۴۲ء (نیز مرتبہ و مترجمہ جہانگیر عالم ۱۹۸۶ء، یونیورسل بکس، لاہور) تعداد صفحات ۷۷۔ پہلی کتاب میں قائداعظم محمد علی جناح کے نام اقبال کے تیرہ (۱۳) خطوط کا اُردو ترجمہ ہے۔ اصل خطوط انگریزی میں لکھے گئے تھے، محمد جہانگیر عالم کے مجموعہ میں خطوط کی تعداد اٹھارہ (۱۸) ہے۔ تین (۳) خط غلام رسول نے علامہ اقبال کی طرف سے لکھے ہیں۔ ان خطوط کا ایک ترجمہ عبدالرحمن سعید نے ۱۹۴۳ء میں کیا تھا (ادارہ اشاعت اُردو' حیدر آباد دکن) اور قائداعظم کے نام علامہ کے خطوط "اقبال نامہ" میں بھی شامل ہیں۔ حال ہی میں صابر کلوروی صاحب نے قائداعظم کے نام اقبال کا ایک غیر مطبوعہ انگریزی خط محررہ ۱۰ مئی ۱۹۳۷ء دریافت کیا ہے اور اس کا عکس مع ترجمہ اقبال اکادمی، لاہور کے جریدہ "اقبالیات' (جنوری۔ مارچ ۱۹۸۸ء) میں شائع کیا ہے۔ اس طرح قائداعظم محمد علی جناح کے نام علامہ محمد اقبال کے خطوط کی تعداد اب ۱۹ ہو جاتی ہے۔

۳۔ اقبال نامہ (حصہّ اوّل) مرتبہ شیخ محمد عطا اللہ ۱۹۴۵ء / ۱۹۴۴ء لاہور علی گڑھ مُسلم یونیورسٹی کے اُستاد شیخ محمد عطا اللہ نے اس جلد میں دو سو چھیاسٹھ (۲۶۶) خطوط شامل کئے ہیں۔ جو ۵۴ مکتوب الیھم کے نام ہیں۔ اسی ایڈیشن کے بعد نسخوں میں کچھ ترمیم و اضافہ کر کے بعد صفحات تبدیل کر دیے گئے تھے۔ اس کی

تفصیل صہبا لکھنوی کی کتاب "اقبال اور بھوپال" میں دیکھی جا سکتی ہے۔ لیکن دوسرا ایڈیشن اب تک نہیں چھپا ہے۔

۴۔ اقبال از عطیہ بیگم۔ یہ کتاب سب سے پہلے انگریزی میں شائع ہوئی (وکٹری پرنٹنگ پریس، بمبئی) ۱۹۴۹ء، صفحات ۸۸۔ اس کتاب میں دس خطوط مع عکس شامل ہیں۔ یہ خطوط جولائی ۱۹۵۰ء میں "نگار" لکھنؤ میں سب سے پہلے اُردو ترجمے کے ساتھ شائع ہوئے تھے۔ ستمبر ۱۹۵۶ء میں ضیاء الدین برنی نے اس کتاب کا اُردو ترجمہ کیا جو اقبال اکادمی، کراچی نے شائع کیا۔ اس کتاب میں عطیہ بیگم کے نام اقبال کے خط محررّہ ۲۹ مئی ۱۹۳۲ء عکس نقل شامل ہے۔ لیکن اس کا اُردو ترجمہ درج نہیں جب کہ اصل کتاب میں یہ خط شامل نہیں ہے۔ اس طرح عطیہ بیگم کے نام اقبال کے خطوط کی تعداد ۱۱ ہو جاتی ہے۔

۵۔ اقبال نامہ (حصّہ دوم) مرتبہ شیخ محمد عطا اللہ (۱۹۵۱ء، لاہور۔ اس مجموعے میں ۱۸۷ (ایک سو ستاسی) خطوط شامل ہیں جو تینتالیس (۴۳) مکتوب الیہم کے نام لکھے گئے ہیں۔

۶۔ مکاتیب اقبال بنام خان محمد نیاز الدین خاں، ۱۹۵۴ء شائع کردہ بزمِ اقبال لاہور۔ اس مجموعے اناسی (۷۹) اُردو خطوط ہیں یہ سب خان محمد نیاز الدین خاں کے نام ہیں۔ (تعداد صفحات ۶+۵۵)۔

۷۔ مکتوبات اقبال بنام نذیر نیازی (مرتبہ نذیر نیازی) طباعت اوّل ۱۹۵۷ء، اقبال اکادمی لاہور۔ اس میں نذیر نیازی کے نام ایک سو اُناسی خطوط شامل ہیں۔ (تعداد صفحات ۲۸+۳۷۲) ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے خطوط کی تعداد ایک سو بیاسی (۱۸۲) لکھی ہے۔

۸۔ انوارِ اقبال۔ بشیر احمد ڈار کا مرتبہ مجموعہ اقبال اکادمی لاہور سے ۱۹۶۷ء میں شائع ہوا۔ اس مجموعہ میں مکاتیب کی تعداد ایک سو پچاسی بتائی جاتی ہے لیکن صابر کلوروی کے مضمون "مکاتیب اقبال" کے ماخذ۔ ایک تحقیقی جائزہ" کی روشنی میں اس مجموعہ ایک سو اکیانوے خطوط ہیں۔

۹۔ LETTERS AND WRITING OF IQBAL مرتبہ بشیر احمد ڈار پہلا ایڈیشن نومبر ۱۹۶۷ء، اقبال اکادمی پاکستان لاہور (تعداد ۴۶+۱۲۸) اس میں چھیالیس (۴۶) خطوط شامل ہیں۔

۱۰۔ مکاتیب اقبال بنام گرامی مرتبہ محمد عبد اللہ قریشی۔ طبع اوّل ۱۹۶۹ء۔ اقبال اکادمی پاکستان لاہور۔ اس میں غلام قادر گرامی جالندھری کے نام اقبال کے نوے (۹۰) خطوط ہیں۔ طبع دوم جون ۱۹۸۱ء میں بیگم گرامی کے موسومہ خطوط شامل کر لیے گئے۔ (تعداد ۱۲+۲۵۷)

۱۱۔نوادر اقبال مرتبہ عبداللہ قریشی،۱۹۷۳ء،لاہور مہاراجا کشن پرشاد کے نام اقبال کے مزید نو دریافت پچاس (۵۰) خطوط جنھیں وضاحتوں کے ساتھ جناب محمد عبداللہ قریشی نے صحیفہ(لاہور) اقبال نمبر ۱۹۷۳ء میں شائع کیا تھا۔

۱۲۔خطوط اقبال مرتبہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی،۱۹۷۶ء،مکتبہ خیابان ادب لاہور اس مجموعہ میں ایک سو گیارہ(۱۱۱) مدون خطوط ہیں جو ستتر(۷۷) مکتوب الیہم کو لکھے گئے۔

۱۳۔LETTERS OF IQBBAL مرتبہ بشیر احمد ڈار،۱۹۷۸ء لاہور۔اس کتاب میں اقبال کے پندرہ انگریزی خطوط شامل ہیں۔

۱۴۔خطوط اقبال بنام گرامی۔مرتبہ حمید اللہ شاہ ہاشمی،۱۹۸۷ء۔ محبوب بک ڈپو امین پور بازار، فیصل آباد(پاکستان)اس مختصر کتابچہ میں بیگم غلام قادر گرامی کے موسومہ دس خطوط ہیں۔

۱۵۔اقبال کے خطوط جرمن خواتین کے نام۔علامہ اقبال نے جرمن خاتون ایما ویگے ناسٹ کو خطوط انگریزی اور جرمن زبان میں لکھے ان میں صرف ستائیس(۲۷) خط ملے ہیں۔

۱۶۔اقبال نامے مرتبہ ڈاکٹر اخلاق اثر۔۱۹۸۱ء بھوپال۔اس میں اقبال کے اکہتر(۷۱) خطوط ہیں۔

۱۷۔اقبال جہان دیگر۔مرتبہ محمد فرید الحق ایڈووکیٹ۔ ۱۹۸۳ء گردیزی پبلشرز کراچی۔ اس میں راغب احسن کے نام اُردو انگریزی زبانوں میں لکھے ہوئے(۴۴) خطوط ہیں۔

۱۸۔IQBAL HIS POLITICAL IDEAS AT CROSSROAD مرتبہ حسن احمد مارچ ۱۹۷۹ء، پرنٹ ویل پبلی کیشنز علی گڑھ۔اس میں علامہ اقبال کے نو(۹) خطوط مع عکس شامل ہیں۔

۱۹۔مظلوم اقبال۔مرتبہ شیخ اعجاز احمد۔اس میں علامہ اقبال کے برادرزادے شیخ اعجاز کے موسومہ ایک سو تین(۱۰۳) خطوط شامل ہیں۔ان خطوط کی اصلیں اقبال میوزیم پاکستان کو دے دی گئی ہیں۔

۲۰۔کلیات مکاتیب اقبال مرتبہ مظفر حسین برنی(چار جلدیں)(۱۹۸۹ء،۱۹۹۱ء،۱۹۹۳ء،۱۹۹۸ء) (۸)

متنی تحقیق کے اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اقبال کے خطوط کو مرتب کیا جا سکتا ہے۔ادبی تاریخ میں بہت سے جدید علوم(نئے علوم) کا خوشگوار اضافہ ہوا ہے۔ تخلیقی ادب میں مختلف اصناف کے ساتھ اسالیب میں وُسعت پیدا ہوئی،ادبی تخلیقات کا تجزیہ ایک روایت بن کر سامنے آیا جسے تنقید کا نام دیا گیا۔تنقید کے ساتھ تحقیق نے بھی ادبی دُنیا میں قدم رکھا۔آغاز میں تحقیق کو ادب سے علاحدہ رکھا

گیا۔ادب کا تعلق تنقید اور تبصرے کے عمل سے سمجھا جاتا تھا۔ادب کی صحیح تعبیر اور تشریح کے لیے تحقیق ضروری ہے۔تحقیق صحیح کو غلط سے، تحقیق سچ کو جھوٹ سے الگ کر کے اصل حقیقت کو دریافت کرتی ہے۔تحقیق ہی کی بدولت تاریک گوشوں کو نئے حقائق سے منور کیا ہے۔تحقیق ہی کی بدولت بہت سے فن پاروں کی تعبیر بدل دی۔ترتیب و تدوین متن اور متنی تنقید تحقیق کا اہم حصّہ ہیں۔(۹)

جب کسی شخصیت کے خطوط کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو ان میں وحدت فکر و احساس کی تلاش عبث ہوتی ہے۔خطوط در حقیقت انسان کی طبیعت کی طرح متنوع اور رنگارنگ ہوتے ہیں۔پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نجی خطوط کے مخاطب بھی اکثر طرح طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ایک شخص کے روابط مختلف قسم کے لوگوں سے ہوتے ہیں۔جب وہ انہیں خطوط لکھے گا تو روابط مختلف قسم کے لوگوں سے ہوتے ہیں۔

کلیات مکاتیب اقبال میں متن کی مندرجہ ذیل اغلاط ہیں:

۱۔علامہ محمد اقبال نے مہاراجہ کشن پرشاد کے نام (۴فروری ۱۹۱۶ء،لاہور) ایک خط لکھا۔

خط کے عکس میں تاریخ مکمل لکھی گئی ہے یعنی ۴ فروری،۱۹۱۶ء۔جب کہ مظفر حسین برنی کے کلیات مکاتیب اقبال (جلد اوّل) میں صرف ”لاہور اور ۴ فروری لکھا ہے۔سال لکھنا نظر انداز کر گئے ہیں۔کلیات مکاتیب اقبال مرتب کرتے وقت اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ سال نہ لکھنے سے قاری پریشان ہو گا۔اگر وہ تحقیق کر رہا ہے تو یہ بات اس کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔(۱۰)

۲۔علامہ محمد اقبال نے ماسٹر محمّد عبداللہ چغتائی کے نام (۷ستمبر ۱۹۲۶ء،لاہور) خط لکھا۔

کلیات مکاتیب اقبال (جلد دوم) متن اس طرح لکھا ہوا ہے۔

”بنگال اسکول کی تصاویر کے نام خاص کر چاہیے۔اس کے علاوہ نقلوں کے آرٹ پر اگر کوئی کتاب ہو تو وہ بھی ساتھ لائیے۔والسّلام“

میں نے جب اصل متن کو دیکھا اس پر عبارت کچھ یوں تھی۔

”بنگال اسکول کی تصاویر کے نام خاص کر چاہئیے۔اس کے علاوہ مُغلوں کے آرٹ پر اگر کوئی کتاب ہو تو وہ بھی ساتھ لائیے۔والسّلام“۔(۱۱)

مجھے بطور محقق بہت دکھ ہوا۔مظفر حسین برنی نے علامہ اقبال کے خطوط کے عکس پر ذرا بھی توجہ نہ دی۔وگرنہ اتنی بڑی غلطیاں سرزد نہ ہوتیں۔

۳۔ علامہ محمد اقبال نے سید سلیمان ندوی کے نام(۱۳ نومبر ۱۹۱۷ء۔لاہور) خط لکھا۔(اصل متن سے تحریر لکھی گئی):۔

"اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ تصوّفِ وجودی سرزمین اسلام میں ایک اجنبی پودا ہے جس نے عجمیوں کی دماغی آب و ہوا میں پرورش پائی ہے"۔

کلیات مکاتیب اقبال(جلد اوّل) میں یوں لکھا گیا ہے:۔

"اس میں ذرا شک نہیں کہ تصوّف کا وجود ہی سرزمین اسلام میں ایک اجنبی پودا ہے جس نے عجمیوں کی دماغی آب و ہوا میں پرورش پائی ہے"۔(۱۲)

۴۔ علامہ محمد اقبال نے مولانا سید سلیمان ندوی کے نام(۲۰۔اکتوبر،۱۹۲۰ء،لاہور)خط لکھا۔

کلیات مکاتیب اقبال(جلد اوّل) میں خط کے آغاز پر ایک مصرع لکھا گیا۔

از گل غربت زمان گم کردۂ

جب اس خط کا اصل متن دیکھا۔اس خط میں اس طرح لکھا ہوا ہے

از گل غربت زمان گم کردۂ ۔(رموزِ بے خودی) (۱۳)

مظفر حسین برنی نے رموزِ بے خودی کے شعر کو ہی بدل ہی دیا۔حتیٰ کہ کلیات مکاتیب اقبال میں اس طرح کی متنی غلطیوں کا سامنے آنا لمحہ فکریہ ہے۔

۵۔ علامہ محمد اقبال نے اکبر الہ آبادی کے نام(۱۴ستمبر ۱۹۱۸ءلاہور)خط لکھا۔

کلیات مکاتیب اقبال(جلد اوّل) میں خط کے درمیان میں اکبر الہ آبادی کے اشعار کے دو مصرع لکھے ہوئے ہیں جو دونوں غلط ہیں۔

مطبوعہ متن "جب علم ہی عاشقِ دُنیا ہوا" ہے جب کہ کلیات اکبر میں 'ہوا' کی جگہ لفظ 'ہو' درج ہے۔

مطبوعہ متن میں "یہ صلح کل فقیری،فقر یا شاہی لطیفہ ہے" ہے جب کہ کلیات اکبر میں 'فقر' کی جگہ لفظ "فقرہ" درج ہے۔(۱۴)

۶۔ علامہ محمد اقبال نے خان محمد نیاز الدین خاں کے نام(۹مارچ،۱۹۲۰ء)خط لکھا:

کلیات مکاتیب اقبال(جلد دوم) میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔

"لیکن مقدم الذکر موزوں تر ہے اگر پہلے چیمبر کو ایوان عوام کہا جائے"

جب کہ اصل متن کچھ یوں ہے:۔

"لیکن مقدم الذکر موزوں تر ہے اگر پہلے چیمبر کو ایوان عام کہا جائے"۔(۱۵)

۷۔ علامہ محمد اقبال نے ڈاکٹر نکلسن کے نام(۲۴ جنوری، ۱۹۲۱ء)خط لکھا:۔

کلیات مکاتیب اقبال (جلد دوم) میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔

"عہد ماضی کے شاعروں نے ہمیں فطرت سے محبت کرنے کی تعلیم دی ہے۔انھوں نے ہمیں اس قدر ژرف نگاہ بنا دیا ہے کہ ہم مظاہرِ فطرت میں انوار ربانی کا مشاہدہ کر سکتے ہیں لیکن ہم ابھی ایک شاعر کے منتظر ہیں جو ہمیں اسی وضاحت کے ساتھ پیکرِ انسانی میں صفات الٰہی کے جلوے دکھا دے۔"

جب اصل متن دیکھا گیا اس عبارت میں تین متن کی اغلاط موجود ہیں:۔

"عہد جدید کی نسلوں کے شاعروں نے ہمیں فطرت سے محبت کرنے کی تعلیم دی ہے۔انھوں نے ہمیں اس قدر ژرف نگاہ بنا دیا ہے کہ ہم مظاہرِ فطرت میں انوار ربانی کا مشاہدہ کر سکتے ہیں لیکن ہم ابھی ایک ایسے شاعر کے منتظر ہیں جو ہمیں اسی صراحت کے ساتھ پیکرِ انسانی میں صفات الٰہی کے جلوے دکھا دے۔"(۱۶)

۸۔ کلیات مکاتیب اقبال (جلد سوم) کے مقدمہ میں عبارت ہے:۔

"جب کہ پانچواں مکتوب ضیاءالدین برنی کے نام ہے۔"

جب کہ اصل میں یہ "سر ضیاءالدین" ہیں۔(۱۷)

مندرجہ بالا متنی اغلاط کی مثالوں سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ کلیات مکاتیب اقبال کے مرتب کرنے میں مظفر حسین برنی سے بہت سی غلطیاں ہوئی ہیں۔ان غلطیوں کو دور کرنے کے لیے ذیل میں دیئے گئے اصولوں پر عمل کرنا چاہیے۔

1. اقبال کے خطوط کو مرتب کرتے ہوئے متنی تنقید کے اصولوں کی سختی سے پابندی کی جائے۔ اقبال کے تمام اُردو خطوط اس ایڈیشن میں شامل کر لیے جائیں۔اس بات کو بھی دیکھا جائے اقبال کے خطوط کے عکس مختلف رسالوں میں شائع ہوئے تھے۔علامہ اقبال کے دیگر شخصیات کو لکھے گئے ان تمام خطوں کے اصل یا عکس اس اڈیشن میں شامل کر دیئے جائیں تاکہ یہ تمام عکس ایک جگہ پر محفوظ ہو جائیں۔متن کی تصحیح میں ان کو پیش نظر رکھا جائے۔

2. علامہ محمد اقبال کے وہ خطوط جن کے اصل یا عکس موجود نہ ہوں، مگر ان کا متن مستند اور باوثوق ذرائع سے دستیاب ہو، انھیں بغور مطالعے کے بعد قبول کر لیا جائے۔
3. علامہ محمد اقبال کے تمام خطوط تاریخ وار ترتیب دیے جائیں جن خطوں کی تاریخ تحریر کا تعین نہیں ہو سکے گا انہیں متعلقہ مکتوب الیہ لیکن سنہ کا اندازہ ہو جائے گا تو اس سنہ کے خطوط آخر میں اس خط کو ترتیب دیا جائے۔
4. علامہ محمد اقبال کے بعض خطوط کے ایک سے زائد متن ملتے ہیں۔ اقبال کے ہاں مختلف الفاظ کے استعمال اور اُن کے اُسلوب تحریر کی روشنی میں نسبتاً صحیح متعین کیا جائے۔ یہ کام اقبال شناسوں کے باہمی اور وسیع تر مشورے سے انجام دیا جائے۔
5. علامہ اقبال کے ہاتھ کے لکھے ہوئے جو خطوط دستیاب ہوئے ہیں اُن سے اندازہ ہو جائے گا کہ اقبال ہر خط میں تاریخ ضرور لکھتے تھے۔ علامہ اقبال نے تاریخ تحریر مختلف انداز سے لکھی ہے۔ کبھی خط کے آغاز میں صفحہ کے دائیں طرف لکھی ہے کبھی خط کے آغاز میں صفحہ کے بائیں طرف اور کبھی خط کے آخر میں تاریخ لکھتے تھے۔
6. کلیات مکاتیب اقبال مرتب کرتے وقت علامہ محمد اقبال کے مکاتیب میں موجود متن کا از سرِ نو جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔ کئی مقام پر املا کی اغلاط سامنے آتی ہیں۔
7. کلیات مکاتیب اقبال مرتب کرتے وقت میں تاریخ کو خط کے آغاز میں دائیں طرف ترتیب دیں تا کہ محقق کو خط کی تاریخ تحریر معلوم کرنے میں آسانی ہو۔
8. علامہ اقبال کبھی صرف عیسوی تاریخ لکھتے تھے، کبھی ہجری۔ اقبال نے اگر ہجری تاریخ لکھی ہے تو، میں اس کی عیسوی تاریخ لکھ کر حاشیے میں حوالہ دیا جائے۔ اقبال کے جن خطوط کے متن سے تاریخ تحریر کا تعین نہیں ہو سکا۔ ان کے لیے میں قیاس اور اندازہ سے کام نہیں لیا جائے بل کہ انھیں بغیر تاریخ تحریر ہی کے رہنے دیا جائے تا کہ اقبال کے خطوط کے نقاد اور سوانح نگار غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔
9. اقبال کے نامکمل خطوط کو سب سے آخر میں علاحدہ ترتیب دیے جائیں۔
10. کلیات مکاتیب اقبال مرتب کرتے وقت متن کا بغور جائزہ لینا بہت ضروری ہے کچھ مقامات پر لفظوں کے تغیر و تبدل پورے جملے کی عبارت کا مفہوم بدل ڈالا ہے۔

11. اقبال اکثر خطوط قلم برداشتہ لکھتے تھے۔ قلم برداشتہ لکھتے وقت کوئی حرف یا لفظ چھوٹ جانا قدرتی بات ہے۔ ایسے موقعوں پر فقرے کی ساخت دُرست کرنے یا مفہوم پُورا کرنے کے لیے ضروری ہو تو چھوٹا ہوا حرف یا لفظ قوسین میں لکھ دیا جائے گا۔ تاکہ محققین کے لیے آسانی ہو۔

12. متنی نقاد متن کے لیے اپنے عہد کی املا کا استعمال کرتا ہے یا اُس املا کا جس میں مصنف نے متن لکھا تھا۔ راقم اس حق میں ہے کہ متن کی املا جدید ہونی چاہیے، کیوں کہ اوّل تو ہم متن اپنے عہد کے لوگوں کے لیے تیار کرتے ہیں اور دوسرے متنی نقاد کا مقصد متن کی بازیافت ہے، املا کی بازیافت ہر گز نہیں۔

13. زبان کے مختلف عناصر کی طرح املا میں بھی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ کچھ تبدیلیاں بعض قاعدوں کے تحت ہوتی ہیں اور کچھ بے قاعدہ۔ اگر ہم آج سے پانچ سو سال کا کوئی اُردو متن مرتب کریں اور متن کی وہی املا رکھیں جس میں ہمیں متن دستیاب ہوا ہے تو ہمارے عہد کے لوگوں کے لیے اس متن کا پڑھنا بہت مشکل بل کہ بعض اوقات ناممکن ہو جائے گا۔ اس لیے اس طرح کے متن ہمیں لازمی طور پر جدید املا میں مرتب کرنے ہوں گے۔ اب ایسا کوئی قاعدہ نہیں بنایا جا سکتا کہ فلاں عہد تک کے متن تو جدید املا میں مرتب ہوں گے اور اس کے بعد کے متن اُسی املا میں لکھے جائیں گے جس میں اقبال نے لکھا تھا۔

14. رسم الخط اور املا کا جو طرز رائج تھا اس سے کماحقہ شناسائی ہونا بہت ضروری ہے۔ کیوں کہ علامہ اقبال کا رسم الخط خطِ شکستہ ہے۔ کیا املا علامہ اقبال کی ہے یا نہیں مثلاً گئے، گے، جائے، جاے کس انداز سے لکھا گیا ہے۔ میں اندرونی شواہد کو دیکھوں گا۔ اقبال کی املا کا اُسلوب کیا ہے۔ کیا اقبال کا اسلوب خط سے ملتا بھی ہے یا نہیں۔ اس عہد کی زبان، متروک الفاظ، ان کے تلفظ نیز رسم الخط اور املا کی واقفیت ہونا بہت ضروری ہے۔

15. اقبال کے ہاتھ کے لکھے ہوئے جو خطوط دستیاب ہوئے ہیں اُن سے اندازہ ہوتا ہے کہ اقبال اردو اور انگریزی مراسلت کے طریقوں سے خاصے واقف تھے۔ میں مکاتیب اقبال مرتب کرتے وقت اس بات کا بھی دھیان رکھوں گا کہ ہر خط پر تاریخ تحریر پابندی سے لکھی جائے گی اور عبارت میں پیراگراف کا خاص خیال رکھوں گا۔

16. اقبال عام طور سے خط کے آخر میں تاریخ سے پہلے مکتوب نگار کی حیثیت سے لکھتے تھے۔ خط کے آخر میں بائیں طرف مکتوب نگار کا نام ترتیب دیا جائے۔
17. مکاتیب میں مذکور شخصیتوں اور اہم واقعات کے بارے میں حواشی و تعلیقات دیئے جائیں۔ سید سلیمان ندوی نے اپنے نام خطوط میں مختصر حواشی بھی دیئے ہیں، ان حواشی کو بدستور رکھتے ہوئے ان کے ساتھ قوسین میں (س) لکھ دیا جائے۔ حواشی و تعلیقات وغیرہ کے بارے میں سب مجموعوں میں یکساں طریق کا اختیار کیا جائے۔ غیر ضروری طوالت سے حتی الامکان گریز کیا جائے۔ مکاتیب اقبال کے دونوں اڈیشنوں (اقبال اکادمی لاہور اور شیخ غلام اینڈ سنز کی کتابت کا بہ غور مطالعہ کیا جائے جس سے اس دور کے کاتبوں کا اندازہ ہو جائے۔

اصل متن اور کلیات مکاتیب اقبال کے متن میں بہت فرق ہے۔ مظفر حسین برنی نے کلیات مکاتیب اقبال مرتب کرتے وقت لاپروائی برتی ہے۔ اس حوالے سے کلیات مکاتیب اقبال پر نظر ثانی ہونی چاہیے تا کہ محقق تک درست معلومات پہنچے۔

1. حوالے
2. محمّد اکمل، ڈاکٹر، متنی تنقید کا تنقیدی مطالعہ (نئی دہلی: ایچ ایس آفسیٹ پرنٹرز، ۲۰۱۶ء) ص:۲۲
3. محمّد سلیم ہاشمی سدّید، مرتب، تحقیق و تدوین (جلد اوّل) (علی گڑھ: شعبۂ اُردو، مُسلم یونیورسٹی، ۱۹۷۸ء) ص:۱۴
4. خلیق انجم، ڈاکٹر، متنی تنقید (کراچی: احمد گرافکس، ۲۰۱۴ء) ص:۱۵
5. خلیق انجم، ڈاکٹر، متنی تنقید، ص:۲۲
6. محمد خان اشرف، ڈاکٹر، عظمت رباب، اصطلاحات تدوینِ متن (لاہور: سنگِ میل پبلیکیشنز، ۲۰۱۱ء) ص:۱۵۳
7. غلام حُسین ذوالفقار، ڈاکٹر، اقبال ایک مطالعہ (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع اوّل، ۱۹۸۷ء) ص:۲۵۲
8. گوہر نوشاہی، ڈاکٹر، مرتب، مطالعہ اقبال (لاہور: بزمِ اقبال، ۲ کلب روڈ، ۱۹۸۳ء) ص:۲۲

9. رفیع الدین ہاشمی،ڈاکٹر،تصانیف اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ(لاہور: اقبال اکادمی، طبع سوم،۲۰۱۱ء)ص:۲۲۱تا۲۷۵
10. رفیع الدین ہاشمی،ڈاکٹر، مرتب، خطوطِ اقبال،(لاہور:مکتبہ خیابانِ ادب، اشاعت اول،۱۹۷۶ء)ص:۱۹
11. مظفر حسین برنی، سید، کلیات مکاتیب اقبال، جلد اوّل(جہلم بُک کارنر، فروری،۲۰۱۶ء)ص:۴۶۷،۴۶۶
12. ایضاً، جلد اوّل، ص:۶۴۸
13. ایضاً، ص:۶۷۳،۶۷۵
14. ایضاً، ص:۷۶۸،۷۶۲
15. ایضاً، ص:۷۴۰
16. ایضاً، جلد دوم(جہلم بُک کارنر، فروری،۲۰۱۶ء)ص:۱۶۹
17. ایضاً، جلد دوم، ص:۲۳۱
18. ایضاً، جلد سوم(جہلم بُک کارنر، فروری،۲۰۱۶ء)ص:۲۸

References:

1. Muhammad Akmal, Dr, Matni Tanqeed ka Tanqeedi Mutalea (Nai Dehli: H Aafsit Printers, 2016), P22
2. Muhammad Hashim, Syed, Martaba, Tehqeeq o Tadween, (Jild Awwal), (Ali Garh : Suba-e-Urdu, Muslim University,1978), P14
3. .Khaleeq Anjum, Dr, Matni tanqeed (Karachi: Ahmed Graphics, 2014), P15
4. Ibid, P22
5. Muhammad Khan Ashraf, Dr/Azmat Rubab, Eslahat-e-Tadween Matan, (Lahore: Sang-e- Mil, Publications, 2011), P 153
6. Ghulam Hussain Zulfiqar, Dr, Iqbal Aik Mutalea, (Lahore: Iqbal Acadmi Pakistan, Taba Awwal,1987), P 252
7. Gohar Noshai, Dr, Martaba, Mutalea Iqbal (Lahore: bzmِ Iqbal, club road,1983, P22

8. Rafi Aldeen Hashmi, Dr, Tasaneef Iqbal Ka Tehqeeqi o Tuzeehi Mutalea, (Lahore: Iqbal akadmi, Taba Soum, 2011), P221 to 278
9. Rafi Aldeen Hashmi, Dr, Muratab, Khutoot Iqbal, (Lahore: Maktaba khyaban Adab, Ashaat Awwal, 1976), P19
10. Muzaffar Hussain Barni, Syed, Kuliyat Mkatib Iqbal, Jald Awwal (Jehlum: Book Corner, Feb,2016), P466 to 467
11. Ibid, P648
12. Ibid, P673 to 675
13. Ibid, P762 to 768
14. Ibid, P740
15. Ibid, Jald Doum, (Jehlum: Book Corner, Feb, 2016), P169
16. Ibid, P231
17. Ibid, Jald Siwom, (Jahlam: Book Corner, Feb,2016), P28